



## ۱۱۔ دادی اماں مان جاؤ

انیس اعظمی

**پہلی بات :** تعلیم کا اصل مقصد انسان کی کردار سازی اور شخصیت سازی ہے۔ بد قسمتی سے اسے روزگار حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھ لیا گیا تھا۔ پرانے زمانے میں لڑکیوں کو یہ سوچ کر تعلیم سے محروم رکھا جاتا تھا کہ انھیں تو چار دیواری میں رہ کر صرف گھر سنبھالنا ہے۔ حالانکہ ایک تعلیم یافتہ عورت اپنے گھر کو سلیقے سے سنبھال سکتی ہے۔ موجودہ زمانے میں تعلیم نسواں کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ ذیل کے ڈرامے میں اسی خیال پر زور دیا گیا ہے۔

**جان پہچان :** معروف ڈراما نگار انیس اعظمی یکم جولائی ۱۹۵۵ء کو جیراج پور، اعظم گڑھ کے ایک تعلیم یافتہ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کالج، دہلی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ ڈراما تھیٹر سے وابستہ ہو گئے۔ انھوں نے کئی ڈرامے، نٹز، ٹانک اور ٹی وی سیریل لکھے۔ بچوں کے لیے بھی کئی کتابیں تصنیف و ترجمہ کی ہیں۔ انیس اعظمی نے نو برسوں تک نیشنل اسکول آف ڈراما میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ وہ اردو اکیڈمی دہلی کے سکریٹری بھی رہے ہیں۔ انیس اعظمی کے ڈراموں کا مجموعہ 'جلوس' شائع ہو چکا ہے۔ اتر پردیش اور مغربی بنگال اردو اکیڈمیوں نے انھیں انعامات سے نوازا۔

### کردار

|           |                           |          |                             |
|-----------|---------------------------|----------|-----------------------------|
| دادی اماں | - عمر پچتر سال            | اماں     | - عمر پینتالیس سال          |
| شمینہ     | - بڑی بیٹی، عمر پندرہ سال | تہمینہ   | - منجھلی بیٹی، عمر بارہ سال |
| روبینہ    | - چھوٹی بیٹی، عمر آٹھ سال | کام والی | - ایک مراٹھی عورت           |
|           |                           | مہرو     | - لڑکیوں کی پھوپھی          |

### منظر

(پردہ اٹھتا ہے)

(گھر کا کھلا آنگن، آنگن کے بعد بڑا سا دالان، دالان کی داہنی دیوار کے سہارے گاؤں کے بچے سے لگی ہوئی دادی اماں چھالیا کاٹ رہی ہیں۔ پان سے بھرا منہ چل رہا ہے۔ صبح سات سو سات بجے کا وقت ہے۔ گھر کے سب لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہیں۔ دالان کی بائیں جانب اماں اسٹوپر چائے بنا رہی ہیں۔ ان کے سامنے برتن پھیلے ہوئے ہیں۔ دالان کے درمیانی حصے میں شمینہ اسکول کا بستہ درست کر رہی ہے۔ تہمینہ بھی اسکول جانے کی تیاری میں مشغول ہے۔ قریب ہی اس کا بستہ رکھا ہے اور وہ جوتے پالش کر رہی ہے۔ تیسری بیٹی روبینہ جس کے بال کھلے ہوئے ہیں، اس نے اسکول یونیفارم پہن رکھا ہے۔ اس کے ہاتھ میں بڑا سا کنگھا ہے اور وہ اپنی ماں سے لگ کر بیٹھی ہے)

**دادی :** اری شمینہ بیٹی دیکھو، میری چھالیا ختم ہو گئی ہے۔ ذرا لپک کے بن کی دکان سے ایک روپے کی چھالیا تو لے آ۔

**شمینہ :** دادی تمہیں تو پتا ہے کہ ابانے میرا دکان پر اور بازار میں جانا بند کر دیا ہے۔ پھر اب ایک روپے کی چھالیا بھی تو نہیں ملتی۔

**دادی :** اری آگ لگے اس مہنگائی کو، تہمینہ کہاں ہے، اسی سے منگوا لیتی ہوں۔

- تہمینہ : دادی، مجھے اسکول کے لیے دیر ہو رہی ہے۔ تم روبینہ سے منگالو۔
- دادی : اری بیٹا روبینہ، ذرا بن کی دکان سے ایک روپے کی چھالیا تولے آ۔
- روبینہ : دادی، مجھے بھی تو اسکول جانا ہے۔ کسی اور سے منگوالو۔ (اماں سے) اماں، میری چوٹی باندھ دونا، دیر ہو رہی ہے۔
- دادی : اری کم بختو، تمھارا ناس جائے۔ اے تمھارے باوانے تو تینوں کا داخلہ کرا دیا اسکول میں، ایک بھی میرے کام کی نہ رہی۔ جسے دیکھو اسکول بھاگی جارہی ہے۔ ارے، اسکول میں ذرا سی دیر ہو جائے گی تو کون سی قیامت آ جائے گی۔
- اماں : روبینہ، تو لپک کے لے آ دادی کی چھالیا۔
- روبینہ : اماں، اتنی دیر سے کہہ رہی ہوں، میری چوٹی باندھ دو۔ کوئی سنتا ہی نہیں۔
- اماں : ارے شمینہ، جلدی سے اس کی چوٹی تو باندھ دے۔
- شمینہ : اماں، مجھے دیر ہو رہی ہے اور ابھی کپڑے بھی پر لیس کرنے ہیں۔ دیر سے اسکول پہنچنے پر سزا ملتی ہے۔
- دادی : (غصے سے) ستیاناس ہو اس پڑھائی کا! اری کیا ملے گا اس سے (تینوں کو گھورتے ہوئے) جسے دیکھو اسکول، اسکول، اسکول۔ آنے دو تمھارے باپ کو۔
- اماں : شمینہ، ذرا اوپر جا کر اپنے ابا کو تو اٹھا دے۔
- شمینہ : میں نہیں جارہی۔ ایک تو اٹھتے نہیں، اٹھتے ہیں تو ڈانٹتے لگتے ہیں۔
- دادی : اری، یہی پڑھتی ہو اسکول میں، اپنے گھر میں اپنے ہی باپ کی برائی! بیڑا غرق ہو جائے تمھارا۔
- روبینہ : اماں، اتنی دیر سے کہہ رہی ہوں، میری چوٹی باندھ دونا۔
- اماں : دیکھ، میں ناشتہ بنا رہی ہوں (آلو چھیلے ہوئے) او شمینہ، اس کی چوٹی باندھ دے۔ اری سن رہی ہے یا کان بہرے کر رکھے ہیں۔
- شمینہ : بس سب میرے پیچھے پڑ جاؤ۔ اللہ کسی کو بڑی بیٹی نہ بنائے۔
- روبینہ : اور چھوٹی بیٹی بھی نہ بنائے... باجی میری چوٹی بنا دو...
- دادی : (اماں کی طرف دیکھتے ہوئے) اے دلہن، اب شمینہ کو بھی گھر بٹھالو، جب اس کا دکان پر جانا بند کرا دیا تو اسکول سے بھی اٹھا



لو۔ اتنی بڑی ہو گئی پھر بھی نہ طریقہ نہ سلیقہ۔ جس گھر میں جائے گی، ہماری ناک کٹوائے گی۔

شمینہ : جسے دیکھو میرے ہی پیچھے پڑا ہے... ابھی دسویں جماعت میں گئی ہوں۔ ابھی سے گھر بٹھالو مجھے۔

دادی : اری تو تو بڑی کلے دراز ہو گئی ہے، ناس پیٹی۔ اٹھنے دے تیرے باوا کو۔ آج

سبق سکھوا کے چھوڑوں گی۔ گزبھر کی زبان ہوگئی ہے۔

روبینہ : اماں، میری چوٹی باندھ دو نا۔

اماں : تمہینہ، دیکھ... تجھ سے آخری بار کہہ رہی ہوں، اس کی چوٹی باندھ دے۔

(بیچھے کے دروازے سے کام والی داخل ہوتی ہے۔ آنگن میں کپڑوں کا ڈھیر لگا ہے۔ ایک طرف بہت سارے سنے ہوئے برتن پڑے ہیں۔ وہ ان کے پاس آ کر کھڑی ہو جاتی ہے)

کام والی : میں تمہارے گھر کا کام نہیں کرے گی۔ اتنے سارے کپڑے اور اتنے سارے برتن نہیں دھوئے گی۔

دادی : اری او مہارانی، پیسے کس بات کے لیتی ہے؟

کام والی : بس دس کپڑے دھوئے گی میں اور بیس برتن۔ اس سے زیادہ نہیں۔

دادی : یہ بھی اسکول کی پڑھی لکھی لگے ہے... کتے دراز کہیں کی۔ اری ذرا شکل تو دیکھ اپنی آئینے میں۔

اماں : دھولے بائی دھولے، کپڑے کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ سب چھوٹے چھوٹے کپڑے ہیں۔

روبینہ : اے بی، دیکھنا کوئی میری چوٹی باندھ دو نا۔

کام والی : تم روز یہی بولتی ہو کہ چھوٹا چھوٹا کپڑا ہے۔ کوئی چھوٹا کپڑا نہیں اور سب گندہ بھی بہت ہے۔ (ایک کپڑا اٹھا کر) اس کا تو میل بھی نہیں چھوٹے گا۔

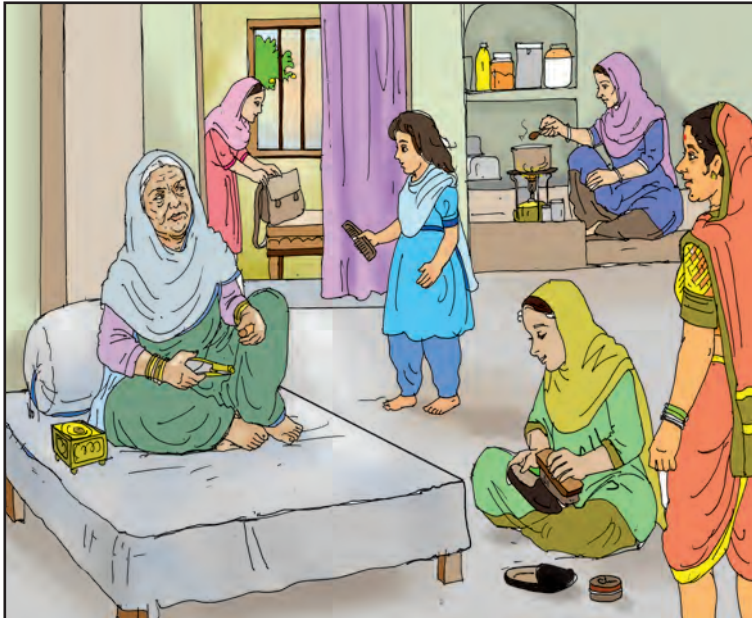
دادی : اے بی دلہن! دیکھنا اسے دھلے کپڑے دیا کرو دھونے کے لیے۔

اماں : دیکھ، اکثر کم کپڑے بھی تو ہوتے ہیں۔ آج تھوڑے زیادہ ہیں۔

کام والی : تم روز ایسے ہی بولتی ہو۔

دادی : ستیاناس جائے کم بخت ماری، غارت ہو یہاں سے۔ جا، ہم دوسری بائی رکھ لیں گے۔

کام والی : اچھا، آج تو میں دھو لیتی۔ کل سے جاسی کپڑا نہیں دھوئے گی (کپڑے دھونے بیٹھ جاتی ہے) کل سے جاسی کپڑا ہوئیں گا تو



اوپر سے پیسا لگے گا ہاں۔

دادی : ہاں، ہمارے ہی گھر سے عمر بھر کی

روٹیاں سیدھی کرنا۔

اماں : تمہینہ، اپنے ابا کو اٹھا دے۔ چائے بن

گئی ہے۔

تہمینہ : اماں، نہ تو میرے کپڑے پر لیں ہوئے

ہیں اور نہ ابھی تک جوتے پالش ہوئے

ہیں۔ ایسے اسکول جاؤں گی تو ہماری پی

ٹی میڈم ڈانٹیں گی۔

دادی : اے، کون ہے یہ ناس پیٹی؟  
 تہمینہ : دادی... ناس پیٹی نہیں... ہماری پی ٹی میڈم۔  
 دادی : جانے کیا بکے جا رہی ہے؟ اری کس کا ذکر ہے، آخر پتا تو چلے۔  
 تہمینہ : ہمارے اسکول کی میڈم ہیں جو ہمیں پی ٹی کرواتی ہیں۔  
 دادی : (بات کو سمجھتے ہوئے) ناس جائے تمہارا۔ استانی نہیں کہہ سکتی۔  
 اماں : (مسکراتے ہوئے) اماں، اسکولوں میں اب استانی کو میڈم کہتے ہیں۔  
 تہمینہ : اور کھیل کود سکھانے والی استانی کو پی ٹی ٹیچر کہتے ہیں۔  
 دادی : اری چل، بڑی آئی مجھے سمجھانے والی۔ اُٹھنے دے اپنے ابا کو آج تیرا انتظام کراتی ہوں۔ اری لڑکی، گڑ نہ دے مگر گڑ کی سی بات تو کر۔

(برقع پہنے ہاتھ میں ٹوکری لیے ایک نوجوان عورت گھر میں داخل ہوتی ہے)  
 مہرو : السلام علیکم اماں۔ (مہرو دادی کے قریب جا کر بیٹھ جاتی ہے)  
 تینوں بچیاں : پھپھو آگئیں، پھپھو آگئیں۔ (مہرو کو دیکھ کر خوش ہو جاتی ہیں)  
 دادی : وعلیکم السلام (پیارے مہرو کی طرف دیکھتے ہوئے) اری مہرو، خیر تو ہے بیٹا؟ صبح ہی صبح کیسے آگئی؟ اکیلی ہی آئی ہو کیا؟  
 اماں : اری مہرو بہن، صبح ہی صبح کیسے آنا ہوا؟ سب خیریت ہے نا؟  
 مہرو : اسکول کی اچانک چھٹی ہوگئی نا۔  
 روبینہ : پھپھو، کون سے اسکول کی چھٹی ہوگئی اور کیوں ہوگئی؟  
 مہرو : کوئی مر گیا ہے۔  
 دادی : (چہرے پر خوف طاری کرتے ہوئے) اے کون مر گیا؟ خیر تو ہے بیٹا؟  
 مہرو : اماں، کسی دوسرے ملک کا کوئی بڑا آدمی مر گیا ہے اس لیے آج سارے اسکولوں کو چھٹی ہوگئی۔  
 دادی : اے، میرا تو دل دھڑک گیا کہ جانے کون مر گیا۔  
 روبینہ : اماں، اسکول کی چھٹی ہوگئی، تو کیا اب کوئی میری چوٹی نہیں باندھے گا؟  
 کام والی : کام کھتم ہو گیا۔ اب ہماری بھی چھٹی۔ اب میں جاتی۔  
 اماں : ٹھیک ہے بہن، باہر کا دروازہ بند کرتی جانا۔  
 مہرو : چلو بھئی، اب تو اسکول کی چھٹی ہوگئی۔ یہ بسترے وسترے رکھو اور چین سے بیٹھو۔ اری تہمینہ، بیٹھ جا بیٹی۔  
 دادی : چلو دفع ہوا اپنے کمرے میں، صبح سے دماغ خراب کر رکھا ہے۔  
 تہمینہ : (بستہ بند کرتے ہوئے) دادی، وہ تو ہمیں ہی پتا ہے کہ کس نے کس کا دماغ خراب کر رکھا ہے۔ کوئی نہ جانے اللہ جانتا ہے۔  
 مہرو : کیا بات ہے تہمینہ، کیسے بول رہی ہے تو؟

**ثمینہ :** (سکیاں لیتے ہوئے) پھپھو دیکھو نا، ہر وقت دھمکاتی رہتی ہیں کہ آج سے تیرا اسکول جانا بند... (پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے)

**مہرو :** ارے ارے، تم تو رو رہی ہو۔ نہیں... شاباش... جاؤ اپنے کمرے میں۔ تمہینہ! اسے کمرے میں لے جاؤ۔

**ثمینہ :** (ثمینہ کا ہاتھ پکڑ کر) چل ثمینہ۔

(تینوں جاتی ہیں)

**مہرو :** (بچوں کے چل جانے کے بعد) کیا بات ہے اماں، بچوں پر اتنا ناراض کیوں ہو رہی تھیں؟ ہر وقت کی ڈانٹ ڈپٹ اچھی نہیں۔

**دادی :** اری کام کی ناکاج کی، خالی اسکول اور پڑھائی کی۔ کیا ملے گا اس پڑھائی سے ان کو؟

**مہرو :** اماں، اللہ کے واسطے ان کی پڑھائی بند مت کرانا۔ جتنا پڑھتی ہیں، پڑھنے دو۔

**دادی :** اری، تجھے بھی کیا ان لڑکیوں نے پڑھا دیا۔ یہ لو، ہماری بلی ہمیں سے میاؤں۔

**مہرو :** میرے پڑھانے کی ذمہ داری تو تم پر تھی اماں۔ تم نے مجھے پڑھایا ہی نہیں اور میرا دل ہی جانتا ہے کہ میں کتنی مشکل میں ہوں۔

**دادی :** اری کیسی مشکل؟ (دادی سنجیدہ ہو جاتی ہیں)

**مہرو :** عامر کے ابو نے اس کا داخلہ انگریزی اسکول میں کر دیا ہے۔ وہ پہلی کلاس میں ہے اور میں اس کا ہوم ورک بھی نہیں کرا سکتی۔

**دادی :** اے، کیا نہیں کر سکتی؟

**مہرو :** ارے وہ اسکول کا کام۔

**اماں :** ارے، تو کوئی ماسٹر ہی رکھ لو، وہ پڑھا دیا کرے گا۔

**دادی :** اری، تو یہ سب کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ اچھا چلو، وہ تو خیر سے لڑکا ہے لیکن ہمارے گھر میں ان تینوں لڑکیوں کا اسکول جانا مجھے بالکل پسند نہیں۔

**مہرو :** اماں، خدا کے واسطے ان کی پڑھائی بند نہ کرانا۔ اگر یہ پڑھ لکھ جائیں گی تو انھیں اس مشکل سے دو چار ہونا نہیں پڑے گا جو مجھ پر بیت رہی ہے۔ اور پھر پڑھنے کے بعد یہ اپنے پیروں پر بھی کھڑی ہو سکتی ہیں۔ بھابھی، پڑھی لکھی عورت اتنی بے سہارا نہیں ہوتی...

**اماں :** چاہتی تو میں بھی یہی ہوں کہ یہ دسویں تک پڑھ لیں (آہستہ سے) لیکن اماں کی مرضی نہیں ہے۔ اب تم ہی بتاؤ میں کیا کروں۔

**مہرو :** بھابھی، اب دسویں پاس کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ انھیں تو بی اے کراؤ، ایم اے کراؤ... ٹیچر بناؤ، نرس بناؤ۔ اماں! ایمان سے، دیکھنا کتنے اچھے اچھے رشتے آئیں گے۔ میں بھائی جان سے بھی بات کروں گی۔

**دادی :** اے ہمیں نہ کرانی نوکری... دنیا کیا کہے گی؟

**مہرو :** اماں، وہ میری بچپن کی سہیلی تھی نا عقیلہ...!

**دادی :** اے ہاں وہی نا، بے چاری کا تین چار مہینے پہلے میاں مر گیا۔ بڑا افسوس ہوا۔ جمعہ کو دلہن بنی اور ہفتے کو بیوہ ہو گئی۔ بے چاری پر بجلی ٹوٹ پڑی ہے۔ اب اسے نہ کوئی میکے میں پوچھتا ہے اور نہ سسرال میں۔ ارے اس کا میاں کیا ختم ہوا، اس کی تو دنیا ہی ختم ہو گئی۔

**مہرو :** اماں، اب تمھی بتاؤ، خدا نہ کرے، خدا نہ کرے، اگر تمھاری پوتیوں کے ساتھ ایسا ہو جائے تو کہاں جائیں گی وہ؟ بھابھی، یہ جتنا پڑھتی ہیں، ان کو پڑھنے دو۔ جو عورت پڑھی لکھی ہوتی ہے، اس کے آگے اتنی مشکلیں نہیں آتیں جتنی ہم جیسوں کے آگے آتی ہیں۔ عقیلہ کی مثال تمھارے سامنے ہے۔ کہتے ہیں جس میں چمک نہیں، وہ ہیرا نہیں اور جس میں دمک نہیں وہ عورت نہیں۔ اور دمک تعلیم سے آتی ہے۔

**اماں :** دیکھنا اماں، مہرو بات تو بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔

**دادی :** (ایک لمحہ سوچنے کے بعد اونچی آواز میں بچیوں کو پکارتے ہوئے) دیکھو لڑکیو، تمھیں جہاں تک پڑھنا ہے پڑھو۔ اب میں پڑھائی کے لیے تمھیں کبھی نہیں روکوں گی... اور آج اسکول کی چھٹی ہو گئی تو کیا؟ بستے کھولو اور پڑھنا شروع کرو۔ (تینوں لڑکیاں گردن نکال کر جھانکتی ہیں۔ حیرت سے دادی کو اور ایک دوسرے کو دیکھتی ہیں)

**شمینہ :** (حیرت اور خوشی سے) دادی، کیا تم ہم سے کہہ رہی ہو؟

**دادی :** اری ہاں لڑکی، ہاں۔

(شمینہ اور تبینہ ایک ساتھ دوڑتی ہوئی آتی ہیں اور دادی سے لپٹ جاتی ہیں)

**شمینہ :** دادی، دادی تم اب ہمیں اسکول جانے سے کبھی نہیں روکو گی؟

**دادی :** (پیار سے دونوں کو گلے لگاتے ہوئے) اری نہیں لڑکیو! نہیں روکوں گی۔

**روبینہ :** (کھلے ہوئے بالوں سمیت دوڑتی ہوئی آتی ہے اور دادی کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے) دادی، دادی کیا تم میری چوٹی باندھ دو گی؟

**دادی :** ہاں، پر ایک شرط ہے۔

**روبینہ :** کیسی شرط؟

**دادی :** میں روز تیری چوٹی باندھوں گی لیکن تو مجھے روزانہ ایک گھنٹا پڑھائے گی۔ بول، منظور ہے؟

**روبینہ :** (اچھلتے ہوئے) لوسنو، دادی مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ میں انھیں روزانہ ایک گھنٹا پڑھایا کروں۔

(دادی شرمنا کر منہ چھپاتی ہیں۔ پھر اشارے سے روبینہ کو چپ ہونے کو کہتی ہیں۔ روبینہ شور مچاتی رہتی ہے)

**مہرو :** اے اماں، ایمان سے! کیا تم اس عمر میں پڑھو گی؟

**دادی :** اری ہاں بیٹا۔ ہرج ہی کیا ہے؟

**شمینہ :** دادی اماں، روبینہ کو تو ٹھیک سے پڑھنا بھی نہیں آتا، وہ تمھیں کیا پڑھائے گی؟

**دادی :** (شمینہ کو لپٹاتے ہوئے) اری ناس پیٹی! تو تو کس دن کام آئے گی۔ آج سے تو ہی روزانہ مجھے پڑھا دیا کر... اور اگر تیری

اماں راضی ہو تو اسے بھی پڑھا دے... اری مہرو، تو بھی شمینہ کی شاگردی میں آ جا... کہتے ہیں صبح کا بھو لا شام کو گھر لوٹ

آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔

(سب ہنسنے لگتے ہیں)

مہرو : اماں، اب اس عمر میں تم کیا پڑھو گی؟

دادی : لو بوا، تیلی کا تیل جلے، مچھی کا دل جلے۔ (اماں کی طرف دیکھتے ہوئے) اے دلہن، تم بھی بسم اللہ کرو۔ پڑھائی میں کیسی شرم؟

مہرو : بھائی جان کو کوئی جا کر اٹھائے اور کہے کہ اماں کے واسطے بستہ لے آئیں۔

(دادی اماں تھوڑا شرماتی ہیں۔ سب آکر ان کو گھیر لیتی ہیں اور زور زور سے ہنسنے لگتی ہیں)

روبینہ : ارے، کوئی میری چوٹی تو باندھ دو۔

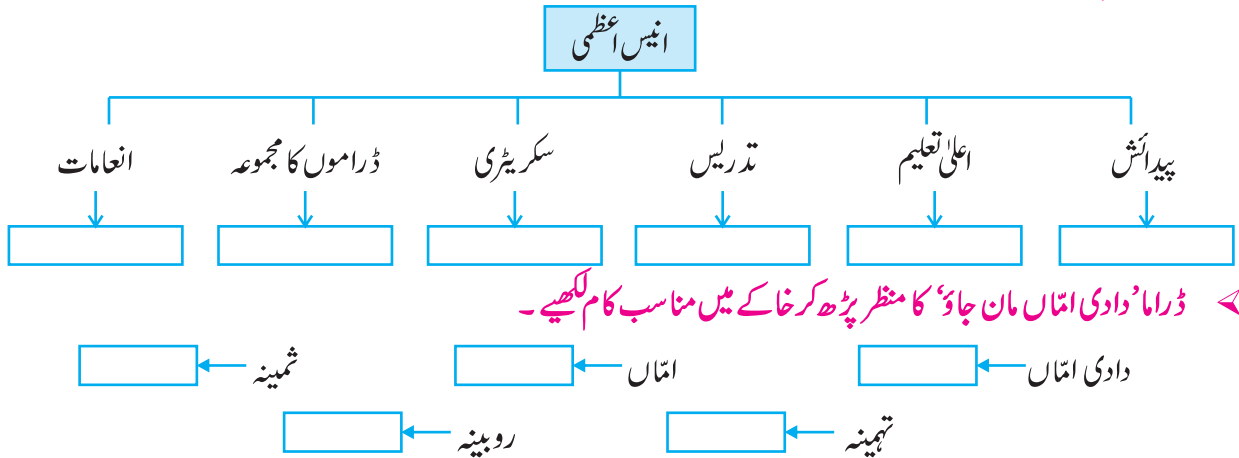
(پردہ گرتا ہے)

## معانی و اشارات

|                |                                          |                    |                                             |
|----------------|------------------------------------------|--------------------|---------------------------------------------|
| آگ لگے         | - بربادی کی بددعا ہے (عورتوں کی زبان ہے) | روٹیاں سیدھی کرنا  | - کمائی حاصل کرنا                           |
| ناس جائے       | - بربادی کی بددعا                        | گڑ نہ دے مگر گڑ کی | - کوئی اچھا کام نہ کر سکو تو نرمی سے بول کر |
| قیامت آجانا    | - بڑی مصیبت آجانا                        | سی بات تو کر       | - ہی خوش کر دو۔                             |
| ناک کٹوانا     | - بدنام کر دینا                          | ہماری بی، ہمیں     | - کسی ماتحت کا اپنے اعلیٰ پر رعب جمانا      |
| گز بھر کی زبان | - بہت بولنے والی زبان                    | سے میاؤں           |                                             |
| جاستی          | - زیادہ (بولی کا لفظ ہے)                 | پیروں پر کھڑا ہونا | - اپنی روزی آپ کمانا                        |
| کلے دراز       | - زبان دراز                              | بجلی ٹوٹ پڑنا      | - بڑی مصیبت آنا                             |

## مشقی سرگرمیاں

ڈراما کے حوالے سے ذیل کی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔  
 < 'جان پہچان' کی مدد سے ذیل کا خاکہ مکمل کیجیے۔



## ◀ ایک جملے میں جواب لکھیے۔

- ۲۔ ”مجھے اسکول کے لیے دیر ہو رہی ہے۔“
- ۳۔ ”جلدی سے اس کی چوٹی تو باندھ دے۔“
- ۴۔ ”اری اومہارانی، پیسے کس بات کے لیتی ہے؟“
- ۵۔ ”اسکول کی اچانک چھٹی ہو گئی نا۔“
- ۶۔ ”باہر کا دروازہ بند کرتی جانا۔“
- ۷۔ ”ہر وقت دھمکاتی رہتی ہیں کہ آج سے تیرا اسکول جانا بند۔“

- ۱۔ دادی اماں بچوں کو کس کام کے لیے بار بار بولے جارہی تھیں؟
- ۲۔ ثمنینہ نے دکان پر نہ جانے کی کیا وجہ بتائی؟
- ۳۔ روبینہ اور ثمنینہ دکان پر کیوں نہیں جانا چاہتی تھیں؟
- ۴۔ دادی اماں ثمنینہ کا اسکول جانا کیوں بند کرانا چاہتی تھیں؟

## بول چال

## ◀ درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کے معنی واضح ہو جائیں۔

- ۱۔ ناس جانا ۲۔ قیامت آ جانا
- ۳۔ ناک کٹ جانا ۴۔ کلے دراز ہونا
- ۵۔ بسم اللہ کرنا

- ۵۔ کام والی کو کس بات کی شکایت تھی؟
- ۶۔ کام والی نے کس شرط پر کام کرنا شروع کیا؟
- ۷۔ اسکول کی چھٹی کیوں ہو گئی؟
- ۸۔ ثمنینہ مہرو پھپھو کے سامنے کیوں رونے لگی؟
- ۹۔ مہرونے اپنے مشکل میں ہونے کی کیا وجہ بتائی؟
- ۱۰۔ مہرونے بچوں کو کہاں تک پڑھانے کا مشورہ دیا؟
- ۱۱۔ دادی اماں اور روبینہ میں کیا شرط طے ہوئی؟

## ◀ مختصر جواب لکھیے۔

- ۱۔ دادی اماں بچوں پر کیوں ناراض ہو رہی تھیں؟
- ۲۔ مہرونے لڑکیوں کو پڑھانے کے بارے میں کیا کہا؟
- ۳۔ دادی اماں لڑکیوں کو پڑھانے کے لیے کیوں تیار ہو گئیں؟
- ۴۔ دادی اماں کی تعلیم حاصل کرنے کی دلچسپی کس طرح ظاہر ہوتی ہے؟

## تلاش و جستجو

اس سبق میں آنے والی کہاوتوں کو تلاش کر کے لکھیے۔

## زور خطابت

تعلیم نسواں کے عنوان پر تقریر تیار کیجیے۔

## اپنی ادا دیکھ

اس ڈرامے کو ۸ مارچ ’یوم خواتین‘ کے موقع پر اسٹیج کیجیے۔

## ◀ دادی اماں کے ان جملوں کو سیاق و سباق کی روشنی میں واضح کیجیے۔

- ۱۔ اری آگ لگے اس مہنگائی کو۔
- ۲۔ بیڑا غرق ہو جائے تمہارا۔
- ۳۔ ہمارے ہی گھر سے عمر بھر کی روٹیاں سیدھی کرنا۔
- ۴۔ اری لڑکی، گڑ نہ دے مگر گڑ کی سی بات تو کر۔
- ۵۔ اری کام کی ناکاج کی، خالی اسکول اور پڑھائی کی۔
- ۶۔ تیلی کا تیل جلے، مشعلچی کا دل جلے۔

## ◀ کس نے کس سے کہا؟

- ۱۔ ”میری چھالیا ختم ہو گئی ہے۔“

